پرامن اور متوازن معاشرہ - چند تجاویز

مفتی رفیق احمد بالاکوٹی

معاشرے کے لئے علماء کا کردار اور اس کی اہمیت:......اس امت میں علماء شریعت کا وہی کردار ہے، جو سابقہ امتوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کا رہا ہے، حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کے بنیادی اور اہم مقاصد میں سے ایک مقصد یہ تھا کہ عالم انسانیت سے جور و ظلم کو دور کیا جائے، اس کی جگہ عدل و انصاف کی فضا قائم ہو، جس کے نتیجے میں انسانی معاشرہ، امن وتوازن کا مظہر بن سکے، یہی حضرت آدم علیہ السلام کی آرزو بھی تھی، جو﴿واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا﴾(البقرة:۱۲۵) کی صورت میں پوری ہوئی۔

معاشی فراوانی اور معاشرتی امن، دعاءِ خلیل میں بھی شامل رہا، رزق کی فراوانی اور امن وامان کا حصول قرآنی تعلیمات کے مطابق خیر و بھلائی کے پھیلاؤ اور برائی کے خاتمے اور انسداد کے ذریعہ ممکن ہے، جسے''امر بالمعروف'' اور''نہی عن المنکر'' کہا جاتا ہے، یہ فریضہ یوں تو اپنے اپنے دائرہ کار میں امت کے ہر فرد پر عائد ہوتا ہے اور اسی ذمہ داری کے سپرد ہونے کی بناء پر، امت محمدیہ''خیر امت'' کہلاتی ہے﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس...﴾(آل عمران:۱۱۰)

تاہم اس امت کے علماء از روئے حدیث، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں، اس لئے ان کے فرائض منصبی میں انبیاء کرام علیہم السلام کے کردار کی تبلیغ اور خیر امت کی صحیح اور بروقت راہنمائی شامل ہے، جسے علمائے کرام الحمدللہ اپنے اپنے دائرہ میں بجالا رہے ہیں، مگر موجودہ قومی اور بین الاقوامی صورت حال کا شدید تقاضا ہے کہ علماء امت اصلاح معاشرہ کی انفرادی کوششوں کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر بھی اپنے کردار کو اجاگر کریں، تاکہ علماء کے سودمند وجود سے امت مسلمہ کی پریشانیوں کا ازالہ کیا جاسکے۔

امن وتوازن کا معنی ومفہوم:......اہل علم جانتے ہیں کہ''امن'' فساد کی ضد ہے، فساد، خرابی کو کہتے ہیں، ہر نوع کی خرابی کا ازالہ اور انسداد ہونا''امن'' کا مفہوم صادق آنے کے لئے ضروری ہے، ابن منظور لغوی''امن'' کا تقاضا اور مقتضا بتاتے

ہوئے لکھتے ہیں: الأمن یرید أن الأرض تمتلی بالأمن فلایخاف أحد من الناس والحیوان۔ (لسان العرب)

یعنی ''امن کے مفہوم میں فساد کے نہ ہونے کے ساتھ ساتھ انسانوں اور حیوانوں کا خوف وفساد سے اطمینان میں ہونا بھی داخل ہے''۔ اس لغوی مفہوم پر وہی ''امن'' پورا اترتا ہے جو اسلامی تعلیمات میں ہمیں ملتا ہے، اسلامی تاریخ میں حضرت عمر اول اور عمر ثانی (رضی اللہ عنہم) کے ادوار کی متعدد مثالوں سے اس کی وضاحت ہوتی ہے، نیز جب ہر چیز اپنے موقع ومحل میں رچی بسی اور سجی رہے، کسی قسم کے جھکاؤ اور لڑھکاؤ کا سامنا نہ ہو تو اسی کو ''توازن'' کہتے ہیں۔

معاشرے کی بدامنی اور عدم توازن کے سیاسی محرکات:

☆......مذہب اور سیاست کی تفریق کا نظریہ ہے، جس نے سیاست کو ایسا بے لگام بنادیا ہے، جہاں آسمانی ہدایات اور اخلاقی آداب سے مکمل آزادی کا فلسفہ ہے، مفاداتی تصادم کراتا ہے، اس کے لئے کسی قسم کی حدود وقیود کی پرواہ نہیں کی جاتی، جہاں مفاد کی جنگ انتہا پر ہو، ہر نوع کی روک ٹوک کا نظریہ پس پشت ڈال دیا گیا ہو، وہاں امن وتوازن کا برقرار رہنا محال ہے۔

☆......مسلمانوں نے خلافت کی جگہ مغربی جمہوریت کو دے رکھی ہے، جو اپنے فکر وفلسفہ میں اسلام کی ضد ہے، حالانکہ خلافت وامامت کا قیام، اسلام کی طرف نسبت کرنے والے تمام مکاتب فکر کے ہاں واجب ہے، اس فرض اور واجب سے اجتماعی اعراض اور کفار کی ناجائز پیروی اور کافرانہ نظام کی بالادستی تسلیم کرنے کی وجہ سے امت مسلمہ بحیثیت مجموعی ظلم اور کفران کی مرتکب ہے، اس ظلم وکفران سے اجتماعی توبہ اور علیحدگی کے بغیر اسلامی معاشرے میں امن اور توازن کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

☆......سیاسی نمائندگان اور حلقۂ نمائندگی کے درمیان طبقاتی فرق بے شمار ایسے مسائل کو جنم دیتا ہے، جو طبقاتی کشمکش کا باعث ہوتے ہیں، نمائندگان عموماً سرمایہ دار اور جاگیردار طبقہ سے متعلق ہوتے ہیں، جبکہ حلقہ نمائندگی کی اکثریت غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہی ہوتی ہے، نمائندگان عوام کے مسائل کا ادراک نہیں کرپاتے، بلکہ عوام میں شعور پیدا کرنے والے راستوں پر بھی ناکے لگائے رکھتے ہیں، نمائندہ اپنے حلقہ نمائندگی سے جب شعوری اور لاشعوری طور پر اپنے فاصلوں پر ہو تو سیاسی توازن کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ چنانچہ عوام اپنے مسائل کے حل کے لئے ایسے حربے استعمال کرنے پر مجبور ہوں گے، جو بدامنی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

☆......ہماری سیاست میں وڈیرہ شاہی، جاگیرداری، سرمایہ داری اور موروثی سیاست نے عوام اور نمائندوں کے درمیان ایک خلیج قائم کررکھی ہے، جسے عبور کرتے ہوئے کئی موجوں اور اضطرابات سے گزرنا ضروری ہے، ظاہر ہے ایسے تلاطم میں امن وتوازن کا تلاش کرنا عقل وبداہت کے خلاف ہے۔

☆......سیاست میں عدم برداشت بدامنی کا بڑا محرک ہے، حزب اقتدار جہاں ہر غلط کو صحیح کہنا سرکاری پالیسی بناتا

3

ہے، وہیں حزب مخالف ہر صحیح اور غلط کو غلط کہنا اپنا مشغلہ بنائے رکھتا ہے، اگلے الیکشن کا انتظار کرنے کی بجائے شور شرابہ، ہلڑ بازی اور قلیل مدتی انتخابات کا واویلا پہلے دن سے ہی شروع کر دیتا ہے، اس طرح جس طبقہ کو قوم کے امن وامان کے مسائل پر سوچنا تھا، وہ خود بدامنی اور عدم توازن کی فضا قائم کرنے کو مشغلہ بنالیتا ہے۔

☆......بدامنی اور عدم توازن کا سب سے بڑا سبب، غلامانہ خارجی پالیسی بھی ہے، جس کے نتیجے میں کفار کی بالادستی قائم ہے اور قوم میں بدظنی، بے چینی اور بداعتمادی کی فضا شروع سے قائم چلی آرہی ہے، اغیار کی بالادستی کے نتیجے میں ملک کی جو صورت حال ہے، وہ آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہے، آج ملک کو جتنے بڑے سے بڑے چیلنجز کا سامنا ہے، ان تمام کا باعث غلامانہ خارجہ پالیسی ہے۔

☆......میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ کردار بھی سیاسی فضا میں بدامنی اور عدم توازن کا بڑا محرک ہے۔

☆......سیاست میں ظلم واستحصال، طاقت کا بے جا استعمال، اجتماعی مفاد پر شخصی مفاد کو ترجیح دینا بھی بدامنی کے بنیادی محرکات ہیں۔

سیاسی بدامنی اور عدم توازن کے حل کے لئے تجاویز

☆......ان محرکات کا فوری خاتمہ اور انسداد ضروری ہے، سب سے پہلے یہ نظریاتی اصلاح کی جائے کہ مذہب اور سیاست میں تفریق کرنا غلط ہے، مسلمان کی سیاست، اسلام کے تابع ہونا ضروری ہے، سیاست کے لئے دینیات و اخلاقیات کا کمال حاصل کرنا لازمی قرار دیا جائے، جیسے بی اے کی ڈگری کو الیکشن لڑنے کے لئے لازمی قرار دیا گیا تھا۔

☆......احیاء خلافت کے لئے مشترکہ جدوجہد کی جائے اور مغربی جمہوریت سے خلاصی حاصل کی جائے۔

☆......برداشت کی فضاء کے قیام اور اسے باقی رکھنے کے لئے سیاسی ضابطہ اخلاق طے کیا جائے۔

☆......خارجہ پالیسی پر فوری نظر ثانی کی جائے۔

☆......نمائندگان کے لئے کم از کم شرعی شہادت کی اہلیت کو ضروری قرار دیا جائے۔

☆......میڈیا کے لئے شریعت و قانون کے تحت ضابطہ اخلاق بنایا جائے، تاکہ میڈیا کی آزادی کی آڑ میں سماجی بدامنی، عدم توازن اور اشتعال انگیزی پیدا نہ ہو۔

☆......علماء و مشائخ سے عوام اور حکمرانوں کا رابطہ، اخوت اور بھائی چارے کا فروغ، ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت اور عملی قوتوں کو بروئے کار لانے کے لئے جامع منصوبہ بندی کی جائے۔

سماجی بدامنی اور عدم توازن کے محرکات:

☆......سماج یا معاشرہ افراد کی اکائیوں سے تشکیل پاتا ہے، انفرادی خرابیاں مل کر اجتماعی خرابی بنتی ہیں، اس وقت مذہب بیزاری اور مذہبی احکامات وتعلیمات سے دوری، عملی واخلاقی گراوٹ کا ایک بڑا سبب ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں

ہے: ﴿ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس﴾ (الروم:۴۱)

☆......لاقانونیت یا قانون پر عمل درآمد میں رکاوٹ اور کوتاہی بدامنی کا بڑا سبب ہے۔

☆......بے حیائی کا فروغ اور پرچار فساد کا ذریعہ ہے، بے حیائی کے نتیجے میں ''قوت شہوانیہ'' برانگیختہ ہوتی ہے، جس سے کئی جرائم جنم لیتے ہیں۔

☆......اچھائی اور برائی کا امتیاز ختم ہو چکا ہے، بے حجابی اور بے حیائی فیشن اور آزادی کہلاتی ہے، بدکاری کو محبت کا نام دیا جا رہا ہے، شراب کو بیئر اور سود کو بیع کی طرح سمجھا جا رہا ہے۔

☆......معاشرے میں ''دینی واخلاقی دعوت'' کا سلسلہ نہ ہونے کے برابر ہے، اتحاد واتفاق کا فقدان، فروعی مسائل میں غلو کی وجہ سے بے جا جدال ونزاع کی کیفیت بنی ہوئی ہے، جو معاشرے کے امن وتوازن کے لئے مضر ہے۔

☆......جذباتیت ہمارے معاشرے میں بری طرح سرایت کر چکی ہے، تحمل، رواداری اور احترام انسانیت ختم ہو چکا ہے، یہ معاملہ زندگی کے ہر شعبہ اور ملک کے ہر طبقہ میں بلا امتیاز پایا جاتا ہے۔

☆......ہر قسم کا تعصب، لسانی، علاقائی، صوبائی اور مذہبی، اپنی انتہا کو چھو رہا ہے۔

☆......انتہاء پسندی فیشن بن چکی ہے، یہ بھی زندگی کے ہر شعبہ، ہر طبقہ اور ہر جماعت میں موجود ہے، خاص کر جو لوگ انتہاء پسندی کا واویلا کرنے میں پیش پیش ہیں، وہ خود تو انتہاء سے بھی آگے گزر چکے ہیں۔

☆......خیانت، بددیانتی اور رشوت معاشرہ کا حصہ بن چکی ہے۔

☆......علم کی کمی اور جہالت کے اندھیرے، رسوم ورواج کی بھرمار بھی سماج کی بے چینی کا ایک سبب ہے۔

سماجی بدامنی وعدم توازن کے حل کے لئے تجاویز

☆......دعوتی وتبلیغی بنیادوں پر علمائے کرام، اپنے اپنے حلقوں میں امن وامان کا درس دیں، فساد پیدا کرنے والی دو قوتوں ''قوت غضبیہ'' اور ''قوت شہوانیہ'' کی اصلاح کو بطور خاص موضوع بنائیں، رواداری کا درس صرف رسمی ورواجی نہیں، بلکہ حقیقی معنوں میں دیں، اختلافات کو ہوا نہ دیں، اپنے حلقے کو یہ درس دیں کہ ''اپنا مسلک چھوڑو نہیں، دوسرے کا چھیڑو نہیں'' ورنہ لادین طبقہ، ہر برائی اور بدامنی کا ذمہ دار مذہبی طبقہ کو ٹھہراتا رہے گا۔

☆......نیز اسلامی مواخات اور پرامن بقائے باہمی کو اپنے دروس وبیانات کا خصوصی موضوع قرار دیں۔

☆......معتدل اور دینی مزاج کا حامل نظام تعلیم تشکیل دیا جائے، تاکہ جہالت کی وجہ سے پیدا شدہ مسائل کا خاتمہ ہو اور معاشرے میں علمی ودینی شعور پیدا ہو۔

بدامنی اور عدم توازن کے معاشی محرکات

☆......اسلامی معاشی نظام سے عدم واقفیت اور اس نظام کی ترتیب وربط کا فقدان بنیادی سبب ہے، ورنہ عمر بن

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور کی طرح اب بھی کوئی مسلمان مستحق زکوٰۃ نہیں رہے گا۔

☆......وسائل معاش پر سرمایہ دار اور جاگیر دار طبقہ کا قبضہ ہے، وہ اپنے تحفظ وبقاء کے لئے ایسے اصول وقواعد بناتے ہیں جو دولت کا بھاؤ غریب کی طرف جانے نہیں دیتے، بلکہ امیروں کی طرف ہی رہتا ہے، جس کے نتیجے میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے، جس معاشرے میں غربت وافلاس غالب رہے، وہاں امن وامان اور توازن کبھی قائم نہیں ہوسکتا۔

☆......مغربی معاشی نظام اور اس کی کورانہ تقلید نے معاشی توازن برباد کر رکھا ہے۔

☆......چوری، ڈکیتی، رشوت، کرپشن اور مہنگائی کی روک تھام کے لئے اقدامات نہ کرنا معاشی بدامنی اور عدم توازن کا مرکزی سبب ہے۔

☆......ناپ تول میں کوتاہی، لوگوں کے اموال اور حقوق کی پرواہ نہ کرنا، فساد فی الارض کا محرک ہے، صرف ان خرابیوں کی وجہ سے ایک سابقہ امت پر قہر الٰہی نازل ہوا تھا۔

☆......ٹیکسوں کے نظام کی ابتری بھی ایک بڑا محرک ہے، جہاں غریبوں سے ہمہ قسم کے ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں اور بڑے بڑے سرمایہ دار اس سے استثناء حاصل کر لیتے ہیں، یا ٹیکس چوری کے جرائم کے راستے کھلے رہتے ہیں۔

☆......بیرونی قرضوں کا حصول اور اندرونی قرضوں کی فراہمی کا بدنام زمانہ طریقہ بھی معاشی توازن میں بگاڑ کا بڑا محرک ہے اور قوم کی تذلیل کا ذریعہ ہے، پورا ملک اور قوم اغیار کے ہاں گروی بنا ہوا ہے۔

☆......ملک کے سرمایہ دار طبقہ کا سرمایہ اپنے ملک کے بجائے بیرون ملک اغیار کی معیشت کے استحکام کا ذریعہ بنا ہوا ہے، اس سرمایہ کا ملکی معیشت کے لئے زیر گردش نہ آنا، یہ معاشی بحران کا ایک بڑا سبب ہے۔

☆......ملک میں سودی نظام اور سٹہ بازی کا رواج اور تحفظ، اللہ اور اس کے رسول سے کھلی جنگ ہے، ایسے ماحول میں امن وتوازن کا خواب دیکھنا کیا معنی رکھتا ہے؟

☆......معاشی وسائل، ذرائع اور طریقہ ہائے مال کاری کے لئے آسمانی ہدایات اور اخلاقی آداب کی پابندی کرانے کا کوئی نظام نہیں، جس کی وجہ سے تاجر آزاد ہے، جو چاہے کرے، ایسے ماحول میں مفاد پرستی اور نفع اندوزی کے جذبات سے اجتماعی مفاد کا متاثر ہونا ایک لازمی بات ہے۔

معاشی توازن اور قیام امن کے لئے تجاویز

☆......سپریم کورٹ کے شرعی بینچ اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ملکی معیشت سے سودی نظام کا فوری خاتمہ کیا جائے۔

☆......معاشی پالیسی میں آسمانی واخلاقی پابندیوں کا اہتمام کرایا جائے۔

☆......بیرونی قرضوں کے حصول اور مقامی سرمایہ داروں کو فراہمی پر پابندی عائد کی جائے۔

☆......ٹیکسوں کے نظام کی اصلاح کر کے اسے شفاف بنایا جائے، غریبوں کا خون چوسنے کی بجائے مالداروں سے صحیح معنوں میں جائز حدود وحقوق کے مطابق ٹیکس وصول کیا جائے۔

☆......سرمایہ داروں کے بیرون ملک اثاثوں کو واپس اپنے ملک منتقل کیا جائے اور ملک کی معاشی ترقی کے لئے زیر گردش لایا جائے۔

☆......ہمارا ملک زرعی ملک ہے، زراعت کے شعبہ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور مربوط بنایا جائے۔

☆......وسائل معاش تک رسائی میں امیر وغریب کی تفریق کے بغیر یکساں طور پر مواقع فراہم کئے جائیں۔

☆......بازار اور تجارت کی نگرانی کا مربوط نظام ترتیب دیا جائے، جو غیر شرعی تجارت اور قومی خیانتوں کا سدباب کرے اور تاجروں کی دینی واسلامی، اصلاح بھی کرے۔

☆......ملک کے معاشی نظام کو اسلامی خطوط پر لانے کے لئے دعوت وتبلیغ اور تحریک وترغیب کا راستہ اختیار کیا جائے، اس سے کم از کم آدھی معیشت آسانی سے اسلامی خطوط پر استوار ہو جائے گی، اس لئے کہ ایک تو ہماری پچاس فیصد تجارت غیر دستاویزی ہے اور جو متوسط طبقہ اس تجارت سے وابستہ ہے، وہ عموماً دینی طبیعت کا حامل ہے اور بآسانی اسلامی اصلاحات کو قبول کر سکتا ہے۔

ظاہر ہے یہ کام صرف علماء یا صرف چند ادارے انجام نہیں دے سکتے، اس کے لئے سب کو مل کر اجتماعی کوششیں کرنی پڑیں گی۔ اگر ہم نے مذکورہ بالا تجاویز پر عمل کر لیا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ہمارے لئے خیر وبھلائی کے راستے کھول دے اور ہمارے رزق کا بندوبست ایسے مناسب راستوں سے کر دے جو ہمارے وہم وگمان سے بھی ماوراء ہوں۔

☆......☆......☆

عالمگیر بادشاہ کا وفور علم اور تقویٰ

لاہور میں خدام الدین کے جلسے پر بہت سے علماء جمع تھے، حضرت مولانا مدنیؒ بھی تشریف فرما تھے۔ مولانا سید محمد طلحہ صاحب بھی تھے، حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ اساتذہ کی روایت ہے کہ جب سلطان عالمگیر نے فتاویٰ مرتب کرایا تو علماء رات کے وقت بعد نماز تہجد جو مسائل روزانہ لکھے جاتے تھے سنایا کرتے تھے، جب کسی مسئلہ میں علماء الجھ جاتے تو سلطان عالمگیر جو کہتے تھے وہی مسئلہ پاس ہو کر تحریر ہوتا تھا، یہ اس کے وفور علم اور تقویٰ کی دلیل ہے۔......................(انوار انوری: ۸۶)